خطبہ جمعہ

حسن ظن ایک حسین عبادت ھے۔ بدظنی سخت قسم کا جھوٹ ھے

بہت سی بدیاں صرف بدظنی سے ہی پیدا ہو جاتی ہیں۔ جس بات کا قطعی علم اور یقین نہ ہو اس کو دل میں جگہ مت دو

اگر کسی کی نسبت کوئی سوء ظن پیدا ھو تو کثرت کے ساتھ استغفار کرو اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرو تا کہ اس مصیبت اور اس کے برے نتیجہ سے بچ جاؤ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۹ر فروری ۲۰۰۱ء بمطابق ۹ر تبلیغ ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله—

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم— بسم الله الرحمٰن الرحيم—

الحمدلله رب العٰلمين — الرحمٰن الرحيم — مٰلك يوم الدين — إياك نعبد و إياك نستعين —

اهدنا الصراط المستقيم — صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين—

﴿يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًامِّنَ الظَّنِّ . اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا. اَ يُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ . وَاتَّقُوااللّٰه اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴾۔(سورۃ الحجرات آیت ۱۳)

اس کا سادہ ترجمہ یہ ہے: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بکثرت ظن سے اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

بدظنی سے متعلق میں نے آیت تلاوت کی ہے اس میں بدظنی اور غیبت دونوں سے بڑی سختی سے منع فرمایا گیا ہے۔ غیبت سے متعلق انشاء اللہ اگلے خطبہ میں بیان کروں گا۔ یہ خطبہ بدظنی کے مکروہ پہلو کو بیان کرنے کے لئے وقف ہے۔ سب سے پہلے میں حدیث سے اس آیت کی تصدیق میں، اس کی تائید میں کچھ مضمون پیش کرتا ہوں۔

ایک چھوٹی سے حدیث ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسن ظن ایک حسین عبادت ہے۔(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب حسن الظن)۔ پس اس سے زیادہ خوبصورتی حسن ظن کی اور کیسے بیان کی جاسکتی ہے۔ یہ ایک حسین عبادت ہے۔

اور دوسری روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بدظنّی سے بچو کیونکہ بدظنّی سخت قسم کا جھوٹ ہے۔ ایک دوسرے کے عیب کی ٹوہ میں نہ رہو، اپنے بھائی کے خلاف تجسس نہ کرو، اچھی چیز ہتھیانے کی حرص نہ کرو، حسد نہ کرو، دشمنی نہ رکھو، بے رُخی نہ برتو۔ جس طرح اُس نے حکم دیا ہے اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور وہ اس پر ظلم نہیں کرتا، اُسے رُسوا نہیں کرتا، اُسے حقیر نہیں جانتا۔ اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا: تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے (یعنی مقامِ تقویٰ دل ہے)۔ ایک انسان کے لئے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ ہر مسلمان کی تین چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں، اس کا خون، اس کی آبرو اور اس کا مال۔ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کی خوبصورتی کو نہیں دیکھتا اور نہ تمہاری صورتوں کو اور نہ تمہارے اموال کو، بلکہ اس کی نظر تمہارے دلوں پر ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، اپنے بھائی کے خلاف جاسوسی نہ کرو، دوسروں کے عیبوں کی ٹوہ میں نہ رہو، ایک دوسرے کے سودے نہ بگاڑو، اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔

(مسلم، کتاب الادب، باب تحریم الظنّ۔ اور بخاری کتاب الادب)

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضور ﷺ اعتکاف میں تھے۔ میں آپ کو رات کے وقت ملنے کو آئی اور آپ سے باتیں کرتی رہی۔ جب میں گھر جانے کے لئے کھڑی ہوئی تو آپؐ بھی مجھے کچھ دُور تک چھوڑنے کے لئے ساتھ چل پڑے۔ راوی کہتا ہے کہ وہ ان دنوں اسامہ بن زیدؓ کے گھر رہ رہی تھیں۔ انصار میں سے دو آدمی گزرے جب انہوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو تیز قدم ہو گئے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ذرا ٹھہرو۔ یہ صفیہ بنت حییّ ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپؐ کے بارہ میں ہم بدظنی کر سکتے ہیں؟ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا شیطانی خیالات انسان میں خون کی گردش کرنے کی طرح گردش کرتے ہیں۔ مجھے اس بات کا اندیشہ ہوا کہ کہیں آپ دونوں کے دل میں وہ کوئی بدظنی نہ پیدا کر دے۔ یا آپؐ نے فرمایا کوئی شر نہ پیدا کر دے۔(سنن ابی داؤد، کتاب الادب باب فی حسن الظن)

اسی طرح مسند احمد بن حنبل میں ایک روایت حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے نبی اکرم ﷺ سے آپ کے وصال سے تین روز پہلے یہ سنا کہ تم میں سے ہر کوئی اس حال میں فوت ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارہ میں حسن ظن رکھتا ہو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۲۹۳ مطبوعہ بیروت)

اب یہ حدیث بہت ہی اہم ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے وصال سے صرف تین روز پہلے کی ہے اور سب سے بڑے اس کے مصداق تو آپ خود تھے کہ ہر کوئی اس حال میں فوت ہو کہ وہ اللہ کے بارہ میں حسن ظن رکھتا ہو۔ سب سے زیادہ حسن ظن اللہ تعالیٰ کے بارہ میں تو خود حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو تھا اور جابر کو بھی آپؐ نے یہی نصیحت فرمائی کہ تم فوت نہ ہو جب تک اللہ کے بارہ میں حسن ظن نہ رکھو۔ اب فوت ہونا تو انسان کے اپنے بس میں نہیں ہے۔ کسی وقت بھی موت آجاتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "تم نہ مرو جب تک کہ تم مسلمان نہ ہو"۔ تو مرنا تو ہمارے اختیار میں نہیں ہے، مسلمان ہونا ہمارے اختیار میں ہے۔ پس اس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ ہر لحہ جو تم زندگی کا گزارو وہ ایمان کی حالت میں اور اللہ تعالیٰ پر حسن ظن کی حالت میں گزارو۔ کسی لحہ بھی موت آسکتی ہے تو وہ اللہ دے گا۔ لیکن حسن ظن کم نہ کرنا تمہارا کام ہے۔

ایک اور حدیث میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اَنَا عِنْدَظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ" کہ میں انسان کے ظن کے مطابق ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ مجھ پر حسن ظنی کرے گا، میری بخشش پہ اعتبار کرے گا تو میں بھی اسی کے مطابق اسی سے سلوک کروں گا۔ اگر وہ مجھ سے بدظنی رکھے گا، اور بدظنی کا تعلق صرف اللہ سے نہیں بلکہ بندوں سے بھی ہے جو بندوں سے بدظنی رکھتا ہے وہ اللہ سے بھی بدظنی رکھتا ہے، پس فرمایا کہ جو بدظنی کرے گا میں بھی اس کے مطابق ہی اس سے سلوک کروں گا۔

ھمام بن منبہ ایک سلسلہ رواۃ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ وہ احادیث ہیں جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں آنحضرت ﷺ کے واسطے سے بیان کی ہیں اور آنحضور ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے میں اپنے بندہ سے اس کے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہوں۔ یہ وہی حدیث ہے جو میں ابھی پڑھ چکا ہوں "اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ"۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۳۱۵ مطبوعہ بیروت)

ایک روایت بخاری کتاب التوحید میں ہے حضرت وَاثِلہ بن أسْقَعؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اپنا آپ اس پر ظاہر کرتا ہوں۔ پس جیسا وہ میرے متعلق گمان کرے ایسا ہی میرا اس سے سلوک ہوتا ہے۔(بخاری، کتاب التوحید باب یحذرکم اللّٰہ نفسہ)

اب اس سلسلہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند حوالے میں آپ

کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ فرماتے ہیں: ”بہت سی بدیاں صرف بدظنی سے ہی پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک بات کسی کی نسبت سنی اور جھٹ یقین کر لیا۔ یہ بہت بُری بات ہے۔ جس بات کا قطعی علم اور یقین نہ ہو اس کو دل میں جگہ مت دو۔ یہ اصل بدظنی کو دُور کرنے کے لئے ہے کہ جب تک مشاہدہ اور فیصلہ صحیح نہ کرے، نہ دل میں جگہ دے اور نہ ایسی بات زبان پر لائے۔ یہ کیسی محکم اور مضبوط بات ہے“۔

(الحکم۔ جلد ۱۰، نمبر ۲۲۔ صفحہ ۲۰۳۔ بتاریخ ۲۴/جون ۱۹۰۶ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:

”میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت اخلاقی حالت بہت ہی گری ہوئی ہے۔ اکثر لوگوں میں بدظنی کا مرض بڑھا ہوا ہے۔ وہ اپنے بھائی سے نیک ظنی نہیں رکھتے اور ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر اپنے دوسرے بھائی کی نسبت بُرے بُرے خیال کرنے لگ جاتے ہیں اور ایسے عیوب اس کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں کہ اگر وہی عیب اس کی طرف منسوب ہوں تو اس کو سخت ناگوار معلوم ہو۔ اس لئے اول ضروری ہے کہ حتی الوسع اپنے بھائیوں پر بدظنی نہ کی جاوے اور ہمیشہ نیک ظن رکھا جاوے کیونکہ اس سے محبت بڑھتی ہے اور انس پیدا ہوتا ہے اور آپس میں قوت پیدا ہوتی ہے“۔

”آپس میں قوت پیدا ہوتی ہے“ کا مطلب ہے جب بھائی بھائی سے ملتے ہیں تو ایک جماعت بن جاتے ہیں اور کندھے ملا کے کھڑے ہونے میں بھی یہی حکمت ہے۔ یہ جو ارشاد ہے کہ آپس میں کندھے ملا کے جماعت میں کھڑے ہو اس میں بھی یہی حکمت پوشیدہ ہے کہ ایک بُنیانِ مرصوص کی طرح ہو جاؤ۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس سے محبت بڑھتی ہے اور آپس میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ تم ایک دوسرے کو مضبوط کر رہے ہوتے ہو۔ ”اور اس کے باعث انسان بعض دوسرے عیوب مثلاً کینہ، بُغض، حسد وغیرہ سے بچا رہتا ہے“۔

(ملفوظات جلد چہارم، جدید ایڈیشن، صفحہ ۲۱۴۔۲۱۵)

پھر آپ فرماتے ہیں: ”مَیں سچ کہتا ہوں کہ بدظنی بہت بُری بلا ہے جو انسان کے اعمال کو تباہ کر دیتی ہے اور صدق اور راستی سے دُور پھینک دیتی ہے اور دوستوں کو دشمن بنا دیتی ہے“۔

اکثر جو دشمنوں کے متعلق مجھے اطلاعیں ملتی ہیں وہ بدظنی پر مبنی ہوتی ہیں۔ بہو ساس پر بدظنی کر رہی ہے، ساس بہو پر بدظنی کر رہی ہے اور بعض خود اپنے بچوں پر بدظنی کر رہے ہوتے ہیں، بچے ماں باپ پر بدظنی کر رہے ہوتے ہیں تو اگر بدظنی کو رواج دیا جائے تو سارا معاشرہ پھٹ جاتا ہے۔ تو ایک جماعت ہونے کے لئے، ایک مٹھی کی طرح ایک ہو جانے کے لئے ضروری ہے کہ بدظنی سے کلیۃً پرہیز کریں۔

بدظنی کا مطلب کیا ہے آخر؟ ایک چیز جو مشاہدہ کی جائے، اپنی آنکھوں سے دیکھی جائے اس کے اوپر انسان کو یقین ہوتا ہے مگر بعض دفعہ ایسے حالات بھی ہوتے ہیں کہ اس یقین کے بدلہ میں انسان ایک گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ بظاہر وہ ایک بات دیکھ رہا ہے لیکن در حقیقت وہ اور طرح ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ ایک انسان دریا کے پاس سے گزر رہا تھا اس نے دیکھا کہ ایک آدمی ایک عورت کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے اور اس نے ہاتھ میں بوتل پکڑی ہوئی ہے اور وہ کچھ پی رہا ہے تو یہ مشاہدہ تھا۔ بدظنی یہ کی، اس نے سمجھا کہ یہ اس کی محبوبہ ہے اور بوتل میں شراب ہے۔ اب یہ سمجھ کر وہ آگے گزر گیا۔ اب مشاہدہ تو وہی رہے گا لیکن ظن کا فرق پڑ جاتا ہے۔ چنانچہ اس نے بدظنی کر کے یہی سمجھ لیا کہ بس یہ گندہ اور بے کار آدمی ہے۔ اس وقت زور سے طوفان آیا۔ اتفاق یہ ہوا کہ وہ دونوں جس کو وہ محبوبہ سمجھ رہا تھا وہ اور یہ شخص ایک ہی کشتی میں سوار ہوئے۔ بہت سخت طوفان آیا اور خطرہ یہ ہوا کہ کشتی کسی وقت بھی ڈوبی کہ ڈوبی۔ اتنے میں ملاح نے اعلان کر دیا کہ اب میں کچھ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ بہت سے آدمی ڈوبنے لگے تو وہ آدمی جس پر بدظنی کی گئی تھی اس نے چھلانگ لگا کر چھ آدمیوں کو بچا لیا اور جو ساتواں ڈوب رہا تھا بدظنی کرنے والے کو کہا کہ تم اب اس کو بچاؤ۔ میں ابھی دیکھ لیتا ہوں کہ تم کیسا ظن کرتے ہو۔ اور پھر ساتھ ہی بتایا کہ جس کو تم میری محبوبہ سمجھ رہے ہو اس کا پردہ اٹھا کے دیکھو میری ماں ہے اور میں اپنی ماں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ تو اب دیکھیں مشاہدہ اور بدظنی میں کتنا فرق پڑ جاتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدظنی کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے اور احادیث اور بھی ہیں جن میں بدظنی سے کئی طرح روکا گیا ہے۔ میں مضمون کو چھوٹا کرنے کی خاطر بہت سی احادیث اور اقتباسات کو چھوڑ رہا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”مَیں سچ کہتا ہوں کہ بدظنی بہت ہی بُری بلا ہے جو انسان کے ایمان کو تباہ کر دیتی ہے اور صدق اور راستی سے دور پھینک دیتی ہے اور دوستوں کو دشمن بنا دیتی ہے۔ صدیقوں کے کمال حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان بدظنی سے بہت ہی بچے اور اگر کسی کی نسبت کوئی سُوءِ ظن پیدا ہو تو کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرے تاکہ اس معصیت اور اس کے بُرے نتیجہ سے بچ جاوے جو اس بدظنی کے پیچھے آنے والا ہے“۔

”معصیت اور اس کے برے نتیجہ سے بچ جاوے جو اس بدظنی کے پیچھے آنے والا ہے“۔ بدظنی کے پیچھے اس کا برا نتیجہ ضرور نکلتا ہے اور انسان کو چاہئے کہ بدظنی کرے ہی نہ تاکہ نہ کوئی گناہ میں مبتلا ہو نہ اس کا کوئی برا نتیجہ نکلے۔

”ساری عزتیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ دیکھو بہت سے ابرار اخیار دنیا میں گزرے ہیں۔ اگر وہ دنیادار ہوتے تو ان کے گزارے ادنیٰ درجہ کے ہوتے۔ ان کو کوئی پوچھتا بھی نہ۔ مگر وہ خدا کے لئے ہوئے اور خدا ساری دنیا کو ان کی طرف کھینچ لایا۔ خدا تعالیٰ پر سچا یقین رکھو اور بدظنی نہ کرو۔ جب اس کی بدبختی سے خدا پر بدظنی ہوتی ہے تو پھر نہ نماز درست ہوتی ہے، نہ روزہ، نہ صدقات“۔

اب یہ دیکھ لیں کہ بدظنی کے نتیجہ میں، بظاہر انسان روز نمازیں پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے، زکوٰۃ دیتا ہے سب چیزیں ضائع چلی جاتی ہیں کیونکہ وہ بدظن ہے۔ اور جو اللہ کے بندوں پر بدظن ہو اللہ اس کے اپنے متعلق ظن کو بھی خراب کر دیتا ہے اور رفتہ رفتہ انسان جنت سے نکل کر جہنم کے دروازے تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہی ہے جو اس کو وہاں سے بچا لے اور واپس پھیر دے“۔

فرماتے ہیں: ”بدظنی ایمان کے درخت کو نشوونما نہیں ہونے دیتی“۔ ایمان کا درخت پلتا ہی نہیں ہے۔ وہ بڑا ہو تو انسان کے کچھ کام آئے۔ وہ ایسا ہے جیسے جڑوں میں بیماری لگ گئی ہو۔ ”بلکہ ایمان کا درخت یقین سے بڑھتا ہے“۔ (ملفوظات جلد سوم، جدید ایڈیشن، صفحہ ۶۴)

اور بدظنی اور یقین میں بہت فرق ہے۔ بدظنی کر کے یقین کو پھیلانا ہی رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اور اسے غیبت قرار دیا ہے۔ ایک دوست نے مجھے خط لکھا کہ غیبت کے خلاف خطبہ دیں کیونکہ لوگ غیبت کرتے ہیں اور آپ کے خلاف بھی باتیں کرتے ہیں۔ اگر آپ خطبہ دیں گے اور پھر اس شخص نے جس نے مجھ سے خلاف باتیں کی ہیں، اس نے توبہ نہ کی اور باز نہ آیا تو میں پھر اس کا نام لکھوں گا۔ تو اگلے خطبہ میں غیبت کی بات ہو گی مگر غیبت کے متعلق اتنا بتا دیتا ہوں کہ اس نے خود بھی غیبت کی ہے۔ مجھے کہہ رہا ہے غیبت کے خلاف خطبہ دیں اور آپ ایک شخص کے خلاف غیبت کر رہا ہے۔ اس کو چاہئے تھا کہ اس شخص کو نقل پیش کرے میرے خط کی یا اس کو مخاطب کر کے خط لکھتا اور اس کی نقل مجھے بھیجتا، کہتا کہ تم نے یہ غیبت کی ہے اور میں تمہیں سمجھا رہا ہوں کہ یہ بہت بری بات ہے اور تمہیں بتا کے اب میں یہ خلیفۃ المسیح کے سامنے معاملہ پیش کر رہا ہوں۔ تو بہت سی احتیاطوں کی ضرورت ہے، بدظنی سے بھی بچیں اور غیبت سے بھی بچیں اور آئندہ جمعہ کو انشاء اللہ تعالیٰ میں غیبت کے متعلق زیادہ تفصیل سے روشنی ڈالوں گا۔

آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس مَیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرماتے ہیں:

”شر بدظنی سے پیدا ہوتا ہے۔ قرآن شریف کو اول سے آخر تک پڑھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بدظنی مت کرو، اللہ تعالیٰ کا ساتھ نہ چھوڑو، اسی سے مدد مانگو۔ اللہ تعالیٰ ہر میدان میں مومن کی مدد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مَیں ہر میدان میں تیرے ساتھ ہوں اور وہ اس کے لئے ایک فرقان پیدا کرتا ہے۔ جو اس کے وعدوں پر بھروسہ نہیں کرتا وہ بدظنی کرتا ہے“۔ جو اللہ کے وعدوں پر بھروسہ نہیں کرتا وہ بدظنی کرتا ہے۔

”جو شخص خدا تعالیٰ سے نیک ظن کرتا ہے وہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے بدظنی کرتا ہے“۔ اب یہ فقرہ ذرا وضاحت طلب ہے ورنہ اس کے سنتے وقت شاید غلط نہ سمجھ جائیں۔ ”وہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے بدظنی کرتا ہے“۔ جو اللہ سے بدظنی کرتا ہے وہ اللہ سے بدظنی کرنے والوں کی طرف رجوع کرتا ہے۔ کند ہم جنس باہم جنس پرواز۔ جس قسم کے لوگ ہوں وہ اسی قسم کے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اب آپ یہ نوٹ کریں گے کہ جماعت میں بھی منافق اور بدظنی کرنے والے ایک گروہ ہو جاتے ہیں۔ اور ایک کو جان لو تو دوسرے کو پہچان لو گے۔ پس اس لحاظ سے جو بدظنی کرتا ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں وہ اسی کی طرف رجوع کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے بددیانتی اور بدظنی سے پیش آتا ہے۔

”اور جو اللہ تعالیٰ سے بدظنی کرتا ہے مجبور ہوتا ہے کہ اپنے لئے کوئی دوسرا معبود بنائے اور شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے“۔ اب اس سے زیادہ بدظنی کا برا نتیجہ اور کیا نکالا جا سکتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں انسان شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ”جب انسان اس بات کو سمجھتا ہے کہ خدا کریم و رحیم ہے اور اس بات پر ایمان صدق دل سے لاتا ہے کہ اس کے وعدے ٹلنے کے نہیں تو وہ اس پر جان فدا کرتا ہے

اور در پردہ خدا تعالیٰ سے عشق رکھتا ہے"۔ "در پردہ خدا تعالیٰ سے عشق رکھتا ہے"۔

یہ بہت ہی اہم نکتہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے عشق کو تبھی قبول کرتا ہے جب وہ در پردہ ہو، لوگوں کے دکھاوے کے لئے نہ ہو، جو عشق دکھایا جائے اس کو عشق نہیں کہا جاتا اس کو دکھاوا کہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے پاک بندے ہمیشہ در پردہ عشق کرتے ہیں لیکن جب خدا ان کو مثال بنا کر دوسروں پر ان کی مثال ظاہر کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ اس عشق سے پردہ اٹھاتا ہے۔ اب وہ ستار بھی عجیب ہے۔ برائیوں پر پردے رکھتا ہے لیکن اپنے پیارے بندوں کے عشق سے خود ہی پردہ اٹھاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے متعلق ہم جو جانتے ہیں کہ کس قدر عشق تھا وہ ان حدیثوں سے جانتے ہیں جن حدیثوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنا ذکر کرتے ہوئے بظاہر غیر کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا خدا کا ایک بندہ ایسا تھا، خدا کا ایک بندہ ایسا تھا۔ اس طرح اللہ سے عشق کرتا تھا، اس طرح اس کو اللہ سے محبت تھی۔ اب یہ جو رسول اللہ ﷺ کا اظہار ہے یہ بنی نوع انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کی خاطر مجبوراً کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا۔ اور حقیقت میں جس کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہو وہ در پردہ ہی ہوتی ہے، ہر محبت ہی در پردہ ہوتی ہے۔ کون چاہتا ہے کہ میری محبت کے ڈھنڈورے پیٹے جائیں۔ پس اللہ تعالیٰ سے محبت کو در پردہ رکھو۔ خدا تعالیٰ نے چاہا اور جس حد تک چاہا وہ آپ کی محبت کو دنیا پر روشن کر دے گا مگر آپ کے دکھاوے کے لئے نہیں۔ اس وجہ سے کہ تاکہ دوسرے لوگ بھی آپ کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے محبت کریں۔

پھر فرماتے ہیں: "وہ اس پر جان فدا کرتا ہے اور در پردہ خدا تعالیٰ سے عشق رکھتا ہے اور ایسا انسان خدا تعالیٰ کا چہرہ اسی دنیا میں دیکھ لیتا ہے"۔ خدا تعالیٰ کا چہرہ اس دنیا میں کیسے دیکھ لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا چہرہ تو کوئی چہرہ ایسا نہیں ہے جو کسی وقت بھی اِس دنیا میں یا اُس دنیا میں دکھائی دے۔ اِس دنیا میں اس کے صفات کے تصور سے وہ چہرہ ظاہر ہوتا ہے۔ جتنا اس کے صفات پر یقین کامل ہو اسی قدر آپ خدا کے چہرہ کو دیکھتے ہیں۔ آپ سورۃ فاتحہ پڑھیں اس میں جو جو خدا تعالیٰ کی صفات بیان فرمائی گئی ہیں ان پر غور کریں تو آپ کو خدا کا چہرہ دکھائی دے دے گا۔ لیکن یہ صفات کا چہرہ ہے۔ مرنے کے بعد یہ صفات اور زیادہ قریب سے دیکھی جائیں گی۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مرنے کے بعد چار کی بجائے آٹھ فرشتے خدا کے عرش کو اٹھائے ہوں گے۔

یہ ایک لمبا تفصیلی مضمون ہے مگر مفہوم یہی ہے کہ قیامت کے بعد اللہ تعالیٰ کی رؤیت جو ہے وہ روحانی طور پر زیادہ قریب کی صفات میں دکھائی جاوے گی جیسے آپ اس کے قریب ہو گئے ہیں تو اس لئے اللہ تعالیٰ کے وعدے تو ٹلتے نہیں وہ تو جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے مگر خدا تعالیٰ اس کو دُنیا میں اپنا چہرہ دکھلا دیتا ہے اس کی صفات اس کے حق میں ظاہر ہونے لگ جاتی ہیں۔ اس کی دعائیں قبول ہونے لگ جاتی ہیں۔ اس میں وہ صفات پیدا ہو جاتی ہیں جو اللہ سے پیار کرنے والوں کے دل میں پیدا ہوتی ہیں۔" نور خدا مونہاں تے وسّے ولیاں ایہہ نشانی"۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ ان کا نورِ خدا ان کے چہروں پر برستا ہے یہ ان کی نشانی ہے۔

پھر فرماتے ہیں "اپنے انعامات اُس پر نازل کرتا ہے"۔ اب انعام سے مراد دراصل بنیادی طور پر وحی ہے۔ ویسے بھی اللہ کے بہت سے انعام ہوتے ہیں لیکن قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ سچا اور حقیقی انعام وحی کی صورت میں نازل ہوتا ہے۔ فرمایا "اور اس کو تسلی بخشتا ہے"۔ جب تسلی بخشتا ہے تو دراصل یہ وحی کے ذریعہ بخشتا ہے۔ "اور محبت اور وفا کا چہرہ دکھاتا ہے۔ لیکن بے وفا غدار ہمیشہ محروم رہتا ہے"۔ (ملفوظات جلد چہارم، جدید ایڈیشن، صفحہ ۳۵، ۳۶)

پس ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ میں کوئی بے وفا، غدار نہ پیدا کرے۔ ان تمام نصیحتوں پر عمل کریں تو انشاء اللہ آپ بھی خدا کا چہرہ دیکھ سکیں گے۔